مطبوعات

مرغزار | اشاعت خاص بیادِ ظفر علی خاں - ایڈیٹر: عبدالجبار شاکر استاد ادبیات اُردو۔ گورنمنٹ کالج شیخوپورہ -

کالج کے اساتذہ اور طلبا کے اشتراک سے شائع ہونے والے ظفر علی خاں نمبر کا ہم دلی خیر مقدم کرتے ہیں - مولانا ظفر علی خاں مرحوم کی ہفت رنگ شخصیت نے ۱۸۹۵ء سے ۱۹۴۷ء تک کے دَور میں ہمارے علمی و ادبی، صحافتی و خطابتی اور سیاسی و انتخابی دائروں میں گہرے اثرات چھوڑنے کے علاوہ شعر و شاعری کا ایک ایسا چمنستان آراستہ کیا جس میں تاریخی احوال نے وقتی پھول بھی کھلائے، مگر حقائق و معارف کے سدا بہار پھولوں کی بھی کمی نہیں -

ایسی شخصیت کو فراموش کر دینا قومی نقصان ہے۔ خصوصاً نئی نسلوں کو آزادی سے پہلے کے سو پچاس کی اہم شخصیتوں اور ان کے کارناموں سے آگاہ کرنا ضروری ہے - گورنمنٹ کالج شیخوپورہ کا مجلہ مرغزار (ظفر علی خاں نمبر) اس ضرورت کو بڑی حد تک پورا کرتا ہے -

مولانا ظفر علی خاں کی شخصیت و سوانح کے متعلق مختلف نامور اصحاب کے دلچسپ مضامین شامل ہیں، نیز مولانا کے کلام کا انتخاب بھی شامل ہے، جس میں جنگِ طرابلس، جنگِ بلقان، سقوطِ سمرنا، جنگِ عظیم اوّل، رولٹ ایکٹ، تحریک عدم تعاون، شدھی اور سنگھٹن، سائمن کمیشن، بھگت سنگھ، غازی امان اللہ، مجلس احرار، مجلسِ شہید گنج، اتحادِ ملت، فتنۂ یہود، تحریکِ پاکستان، علامہ اقبال اور قائداعظم محمد علی جناح کے متعلق بدیہہ گوئی کی حیرت انگیز مثالیں سامنے آتی ہیں۔ ملکی اور عالمی سیاست کا پورا پورا عکس مولانا کے کلام میں بھی موجود ہے اور ان کی تحریروں میں بھی - ایک طرف انہوں نے برطانوی سامراج اور مغربی تہذیب کے خلاف معرکہ

جاری رکھا اور دوسری طرف ہندوؤں کی مسلم آزار ذہنیت سے ٹکراتے رہے۔ تیسرا میدان اُن کا قادیانیت تھی اور اس محاذ پر تو انہوں نے اتنی بوچھاڑ کی کہ آج بھی فضا میں گھن گرج باقی ہے۔ مولانا ظفر علی خاں نے جہاں بیشتر نظمیں ارتجالاً لکھی یا کہی ہیں وہاں اُن کی زمینوں کے انتخاب اور قافیہ و ردیف کے معاملے میں ایسی ایسی راہیں اختیار کی ہیں کہ پڑھنے والا حیرت زدہ رہ جاتا ہے۔ پھر بات قافیہ پیمائی تک محدود نہیں، بلکہ ندرتِ مضامین، جذباتی گہرائی، تخیل کی بلندی اور تشبیہات و استعارات سے پورا حریمِ فن روشن ہے۔

ہم اس خاص نمبر کے مدیران، لکھنے والوں، اس کی ترتیب میں محنت کرنے والے طالب علموں، خاص نمبر کے مدیر اعلیٰ اور شیخوپورہ کالج کے پرنسپل صاحب کو اس نمبر پر مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ کاش کہ یہ خاص نمبر پاکستانی تعلیم گاہوں اور دوسرے اداروں کی ہر لائبریری میں پہنچ جائے۔

MARVELLOUS STORIES FROM THE LIFE OF MUHAMMAD

انگریزی تالیف از MARDIJAH ALDRICH TARANTINO — ناشر: اسلامک فاؤنڈیشن — ۲۲۳ لنڈن روڈ لائسسٹر - یو کے۔ قیمت درج نہیں۔

سیرتِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص خاص واقعات کو (ابتدا سے فتح مکہ تک) بچوں کے لیے کہانی کے سے پیرائے میں بیان کیا گیا ہے، مگر حقائق کو مسخ نہیں ہونے دیا گیا۔ زبان نہ صرف آسان ہے بلکہ مغربی معیارات کے لحاظ سے وقیع ہے۔

مغربی ممالک میں دینی اسپرٹ کو آئندہ نسلوں میں زندہ رکھنے کے لیے ذی شعور اور دردمند مسلمانوں کے بعض ادارات بڑا گراں قدر کام کر رہے ہیں۔ ایک مخالف تہذیب کے ماحول میں بچوں کے لیے کہانیوں، نظموں اور معلومات کے دائرے میں اسلامی لٹریچر دستیاب نہ تھا۔ جو لٹریچر ملتا اور پڑھا جاتا تھا وہ یا تو لادینی نقطۂ نظر کا آئینہ دار ہوتا یا پھر مسیحیت کے رنگ میں رنگا ہوتا، بلکہ صحیح یہ ہے کہ مغرب میں لادینیت اور مسیحیت نے آپس میں سازباز کر لی ہے۔ پس جو لٹریچر ملتا تھا وہ مسلمان بچوں کی ذہنی صحت کے لیے تباہ کن تھا۔ اب اسلامک فاؤنڈیشن لائسسٹر نے بچوں کے لیے مغرب کے لسانی اور ادبی اور فنی معیارات

کے مطابق اسلامی لٹریچر تیار کرنا شروع کیا ہے۔ متعدد چیزیں شائع ہو چکی ہیں، بعض کا تعارف ہم کرا چکے ہیں، بعض کا آئندہ کرائیں گے۔ یہ لٹریچر مغرب کے غیر مسلم بچوں اور کسی حد تک بالغوں میں بھی مفید مقصد ہو سکتا ہے، نیز پاکستان اور دوسرے اسلامی ممالک میں انگریزی زبان کے نصابیات میں، خصوصاً انگریزی زبان کو ذریعۂ تعلیم بنانے والے کانونٹ سکولوں میں اسے رائج کیا جانا چاہیے۔ یوں بھی گھریلو سطح پر بچوں کے مطالعہ کے لیے ایسی کتابوں اور رسائل کا بہم کرنا ضروری ہے۔

تاریخِ میلاد از مولانا حافظ حکیم عبدالشکور صاحب مرزا پوری۔ ناشر: عمران اکیڈمی مسلم آباد، شالامار ٹاؤن، لاہور۔ صفحات: پونے دو سو۔ قیمت: ۲۰/- روپے

میلاد اور اس سے متعلق جو طور طریقے رائج ہیں اُن کے متعلق بڑی قیمتی تحقیق اس کتاب میں ملے گی۔ میلاد کی مجالس کا آغاز کب ہوا؟ سلام و قیام کا سلسلہ کب چلا، دوسری مختلف مضحکہ خیز رسوم کب، کہاں اس میں داخل ہوئیں؟ وغیرہ اُمور پر نہ صرف تاریخ بیان ہوئی ہے بلکہ ہر بات کے لیے دلائل اور حوالہ جات شامل ہیں، اس کو پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ سچی خدا پرستی اور پیروئ سنت اگر مطلوب ہو تو بہت سی مروّجہ مذہبی تقاریب و رسوم کو کس طرح کسوٹی پر رکھنا چاہیے۔ ہمارے ہاں تمام خرابیاں اس ایک کوتاہی سے آتی ہیں کہ زندگی کے مختلف معاملات و اُمور میں کتاب و سنّت کی سند پر انحصار نہیں کیا جاتا بلکہ ہم نے اپنی مذہبیت کے لیے کچھ اور مآخذ بھی بنا لیے ہیں۔

اس کتاب کو متلاشیانِ حق ضرور پڑھیں اور اس سے یہ رہنمائی بھی ضرور اخذ کریں کہ رسوم و روایات کے جنگل میں جادۂ حق کو کس طرح تلاش کیا جا سکتا ہے۔

آداب الدّعا از مولانا محمد حنیف یزدانی صاحب۔ ناشر: مکتبہ نذیریہ، جامع مسجد قبا، چناب بلاک، علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور۔ صفحات: ۲۰۰۔ قیمت: ۱۸/- روپے

دُعا خدا کی عبادت کا مغز اور جوہر ہے۔ قرآن کا افتتاح بھی دُعا سے ہوتا ہے اور اختتام

بھی دُعا یہ۔ جس نے صحیح طریق سے دُعا کرنا سیکھ لیا، اُس نے اپنے ساری دین کی معرفت کا بنیادی راز پا لیا۔ اور جس کے دُعا کرنے ہی میں توحید مجروح ہو گئی یا صحیح طرح رجوع الی اللہ پیدا نہ ہوا، یا خشوع و خضوع کی کیفیت نہ آئی وہ بڑی بڑی مرکب عبادات میں کیا کیا ٹھوکریں نہ کھائے گا۔

دُعا قبول نہ ہونے کے اسباب میں سے یہ بہت بڑا سبب ہے کہ صحیح طریق سے اور صحیح آداب کے ساتھ دُعا نہیں کی جاتی۔ یزدانی صاحب نے اپنی کتاب میں صحیح اسلامی دُعا کے آداب وضاحت سے بتلائے ہیں اور جو کچھ کہا ہے اس کے لیے دلائل اور حوالے دیے ہیں۔

اس قسم کے موضوعات کو فرقہ وارانہ نقطۂ نظر سے نہیں دیکھنا چاہیے، کیونکہ اس طرح تعصبات پیدا ہو جاتے ہیں۔ جدھر سے بھی کام کی بات سُنائی دے اُسے سُنیں، اس پر غور کریں، دلائل کے لحاظ سے قرینِ حق ہو تو قبول کریں۔ کوئی فرقہ اور کسی فرقے کا لیڈر آخرت میں غلط روش کے نتائج سے کسی کو بچا نہ سکے گا۔

مؤلف سے بھی مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ بعض مقامات پر ان کے اندازِ تحریر اور اندازِ تخاطب میں گروہی رنگ جھلکتا ہے۔ یہ اچھا نہیں۔ آپ سب کے لیے کتاب و سنت کی تعلیم کے داعی بنیں اور چیلنج اور طنز و تعریض کے انداز سے بچیں، نیز ایسی سرخیاں اور ایسے جملے استعمال نہ کریں، جن سے دوسری جانب تعصب کا داعیہ اُبھر آئے۔

حسرتِ نعت | از پروفیسر آسی ضیائی ۔ شائع کردہ ایوانِ ادب، اُردو بازار لاہور بہ تعاون البلاغ لمیٹڈ ۔ قیمت: ۱/- روپیہ

یہ کتابچہ تین نعتیہ نظموں کا مجموعہ ہے: معذرتِ نعت، دُہائی، احتجاج۔ ان نظموں میں نعت کی بلندی اور شاعر کے احساسِ کوتاہی کا تذکرہ، آخری نظم میں قوم کے اس تضاد کو نمایاں کیا گیا ہے کہ وہ ایک طرف تو ثنا و درود سے دلچسپی رکھتی ہے اور دوسری طرف عملی زندگی کو نعتِ رسول ؐ سے ہم آہنگ کرنے پر تیار نہیں۔ یہ بڑی پیش پا افتادہ دردناک حقیقت ہے جسے آسی ضیائی صاحب نے خوبصورت اور پُرجوش انداز میں بیان کیا ہے۔ آسی صاحب کے یہاں

زبان کا تو خاص اہتمام ہوتا ہی ہے، اوزان اور قافیہ و ردیف کے لحاظ سے بھی ان کے تجربات بڑی قادر الکلامی کا ثبوت دیتے ہیں۔

ان نظموں میں شعریت پوری شان سے موجود ہے، لیکن شاید بہتر یہ ہوتا کہ اُن کے کسی موقر مجموعے میں یہ نعتیہ نظمیں چھپتیں، ایک پمفلٹ زیادہ دیر تک اپنے لیے جگہ نہیں بنا سکتا۔

مسلمانوں کی جدوجہد آزادی از ڈاکٹر معین الدین عقیل۔ ناشر: مکتبہ تعمیر انسانیت، اُردو بازار، لاہور۔ صفحات: پونے دو سو سے زائد۔ قیمت: ۲۷/ روپے

ہمارے فاضل دوست ڈاکٹر معین الدین عقیل صاحب مطالعہ و تحقیق ہیں۔ اس وجہ سے ان کی لکھی ہوئی ہر چیز دامنِ دل کھینچتی ہے۔ اُن کی یہ تازہ کتاب سامنے آئی تو بڑی خوشی ہوئی۔ یہ کتاب اُس موضوع سے تعلق رکھتی ہے جس پر پچھلے کچھ ہی عرصے میں متعدد کتابیں آ چکی ہیں جن میں سے بعض بہت اچھی ہیں۔ یعنی پاکستان اور تحریکِ پاکستان سے متعلق۔

یہ کتاب ایک باقاعدہ تحقیقی کام کے طور پر نہیں لکھی گئی بلکہ ریڈیائی تقاریر کا مجموعہ ہے جو اس موضوع پر ریڈیو کراچی نے اُن سے لکھوائیں۔

اس کتاب کو پڑھ کر مجھے سخت صدمہ ہوا کہ کیا کوئی صاحبِ علم و انصاف آدمی ضمیر زندہ کیے ہوتے یہ گوارا کر سکتا ہے کہ وہ تاریخ بیان کرے تو اس کا کوئی باب بالکل القط کر دے کہ کسی شخصیت یا تحریک کو سرے سے غائب کر دے۔ تاریخی مسخ و تحریف کا یہ عمل بڑے پیمانے پر برصغیر میں یوں ہوا کہ انگریزی دور میں تحریکِ مجاہدین کے تذکرے کو تاریخ سے خارج کر دیا گیا۔ پھر ہم نے مسلم لیگ اور پاکستان کے ایک اور مؤرخ کا کارنامہ دیکھا کہ انہوں نے سارے واقعات میں سے مولانا مودودی اور جماعتِ اسلامی کو یکسر خارج کر دیا ہے۔ اب اس نیکی کو ڈاکٹر معین الدین عقیل نے دُہرا دیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ ہمارے دانشوروں اور اربابِ علم و تحقیق میں اتنی بھاری غیر ذمہ داری کیسے پیدا ہو گئی ہے۔ ڈاکٹر صاحب کا عذر یہ ہے کہ ریڈیو والوں کی طرف سے تحدید کی گئی تھی، اس پر سوال یہ ہے کہ ایسی تحدید کو قبول کیوں کیا جائے؟ کیا چند پیسوں کے لیے اور شہرت کے لیے۔ اور اگر یہ غلطی ہو ہی گئی تھی تو اس کی تلافی یوں بھی ہو سکتی تھی کہ تقاریر کو کتابی شکل میں مرتب

کرتے ہوئے ان میں مناسب اضافے کیے جاتے، نوٹ لکھے جاتے یا کم سے کم ایک ایسا مبسوط مقدمہ کتاب کے شروع میں لگا دیا جاتا جس میں کتاب کے گم گشتہ باب کو بیان کر دیا جاتا۔

مجھے کبھی گمان بھی نہیں ہوا تھا کہ ڈاکٹر معین الدین عقیل جیسا صاف دل نوجوان ان دانشوروں کی سطح پر بھی جا سکتا ہے جو عمومی طور پر اسلامی دائرہ ہائے فکر سے تعلق رکھتے ہیں، مگر اس تعلق کو بہت بچ بچا کے جاری رکھتے ہیں کہ کسی دوسری جانب کے اجارہ دارانِ علم و ادب انہیں معقول آدمی سمجھیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ صاحبِ احساس آدمی ہیں اور اشاعتِ آئندہ میں اس کوتاہی کی تلافی پُرزور طریقے سے کر دیں گے۔

انہوں نے علماء کا تذکرہ کیا، ادیبوں اور شاعروں کا تذکرہ کیا، سیاسی لیڈروں کا تذکرہ کیا صحافیوں، خواتین، طلبہ کا تحریکِ پاکستان میں عصّہ بیان کیا۔ آخر کیا وجہ ہے کہ انہیں مولانا مودودیؒ کی جگہ کسی صف میں دکھائی نہ دی۔ اُردو کے اثر کو انہوں نے بیان کیا۔ اگر صرف لسانی لحاظ سے دیکھا جائے تو مولانا کا کیا ہوا کام بہت بڑا ہے۔ پاکستان کے لیے انہوں نے مسئلہ قومیت پر جو لکھا ہے آج کوئی محقق یہ دکھائے کہ اس سے بہتر کوئی علمی اور مؤثر کام کسی اور نے کیا تھا۔ ایسی کتابوں کو دیکھ کر ہماری گردنیں اُن مستشرقین اور غیر ملکیوں کے سامنے جھکی رہ جاتی ہیں، جنھوں نے اپنی کتابوں میں پاکستان اور اس کی مذہبی اور سیاسی سرگرمیوں پر قلم اُٹھایا ہے تو مولانا مودودیؒ اور جماعتِ اسلامی پر بہت کچھ لکھا۔ یہ الگ بات ہے کہ لکھنے میں بیشتر کا رنگ مخالفانہ ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ یہاں کا کوئی لکھنے والا بھی مخالفانہ انداز سے لکھ لے، مگر یہ ظلم تو نہ کرے کہ تاریخ کی وادی میں اگر ماؤنٹ ایورسٹ جیسا کوئی وجود موجود ہو تو وہ اسے قلمی جادو کے زور سے غائب کر دے۔

یہ کتاب خلوص و دیانت کے اُس معیار پر پوری نہیں اُترتی جو کسی محقق، ادیب یا مصنف کا اصل سرمایہ ہوتا ہے۔

مسودات کی جانچ پرکھ کی ذمہ داری ناشر پر بھی آتی ہے۔

(بقیہ اشارات) یا جمال اور جاہ و جلال رکھنے والی کوئی خاتون خود آگے بڑھ کر خلوت میں دعوتِ گناہ دے اور وہ یہ کہہ کر اس دعوت کو رد کر دے کہ " اِنِّی اَخَافُ اللّٰہَ"۔

صالح نوجوانوں کی ایک شان یہ ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے سے بڑے ـــ علم اور سرگرمی کالہ اور کردار میں بڑے ـــ لوگوں سے با ادب رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ اگر نوجوان اپنی پیش رو صفوں سے بے تعلق ہوجائیں اور علم و تقویٰ میں بڑے لوگوں سے استفادہ کرنے سے بے نیاز ہوجائیں تو وہ سعادت کا مقام مشکل ہی سے حاصل کر سکتے ہیں۔

تو نوجوان اسلام کے بہترین خادم اور علمبردار اور دعوتِ حق کو پھیلانے والے سپاہی جبھی بن سکتے ہیں، جب اُن کا کردار انی اخاف اللہ کی اسپرٹ سے بنا ہو۔ جوانی کی قوتوں کی تند موجوں کو ایمان و خودی سے مسخر کر لینا وہ کمال ہے جس کے نتائج بڑے بابرکت ہیں۔ لیکن اگر یہ تُند موجیں اخلاقی حدود سے اچھل کر باہر نکل جائیں تو ایسی غیر مسخر موجیں تباہی کا باعث بھی ہو سکتی ہیں۔

آٹھویں بات یہ کہ کسی بھی فرد یا گروہ کو دعوتِ حق اور اقامتِ دین کے سلسلے میں کوئی کام کرتے ہوئے اُن تمام عناصر کا خیال رکھنا چاہیے، جو دین کی علمبرداری کا کام کر رہے ہیں۔ یہ سوچتے رہیں کہ کسی اقدام کا نتیجہ یہ تو نہیں ہوگا کہ سارے ہی کام کرنے والوں پر بُرا اثر پڑے اور سبھی کی ساکھ مجروح ہو۔ ایک ہی مقصد کی راہ پر چلنے والے تمام قافلوں کے ساتھ ربط بھی ہونا چاہیے۔ اُن کے نقطہ ہائے نظر بھی سامنے ہونے چاہئیں اور اُن سے ہم آہنگی بھی برقرار رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

مختلف دائروں میں کام کرنے والی تنظیمیں اگر اسلام کی نسبت سے کام کر رہی ہوں تو ہر ایک کے اچھے اقدام کا اثر بھی اور غلط حرکات کا اثر بھی دوسروں پر پڑتا ہے۔

داعیانِ حق کو یہ امر پوری طرح ملحوظ رکھنا چاہیے۔

آخری اور نویں بات یہ کہ انتظامیہ میں بھی، صحافت اور ذرائع ابلاغ میں بھی، تعلیم اور پولیس

میں بھی، محکمہ خارجہ اور سی آئی ڈی میں بھی، سیاسی جماعتوں اور مذہبی حلقوں میں بھی جگہ جگہ اسلام کی ہمہ گیر انقلابی دعوت کے مخالفین بکثرت موجود ہیں۔ تمام وہ لوگ جو مفاد پرست ہیں، تمام وہ لوگ جو لادینیت پسند ہیں، تمام وہ لوگ جو مغرب پرست ہیں، تمام وہ لوگ جو اشتراکیت زدہ ہیں، تمام وہ لوگ جو خیانت کار ہیں، تمام وہ لوگ جو تفرقہ باز ہیں، وہ جہاں بھی بیٹھے ہیں، داعیانِ حق کے خلاف گھات لگائے بیٹھے ہیں۔ جونہی ادھر کوئی کمزوری نمودار ہوتی ہے۔ وہ کسی بڑے اصولی تقاضے کی بنیاد پر کسی نہ کسی محاذ سے بوچھاڑ شروع کر دیتے ہیں۔

اپنا کام کرتے ہوئے چاروں طرف پھیلی ہوئی ان کمین گاہوں کا خیال رکھیے، جن میں دُوربینیں اور ہیڈ فون لگائے بڑے بڑے گھاگ آپ کے ایک ایک لفظ اور ایک ایک حرکت کا جائزہ لینے کے لیے بیٹھے ہیں، جہاں آپ اُن کی زد میں آئے، وہ فائر کھول دیں گے۔

یہ تو ظاہر کی معاندانہ نگرانی ہے، آپ کی اصل توجہ تو خدا کی طرف سے مامور فرشتوں پر رہنی چاہیے جو آپ کے ہر قول و فعل کا ریکارڈ رکھ رہے ہیں۔ اور اُن سے اُوپر خود اللہ تعالیٰ ہے جسے آپ کی چھپی نیتوں کا حال بھی معلوم ہے۔ آپ اگر ساری دُنیا کو بھی مغالطہ دے لے جائیں تو وہ خبیر و بصیر اصل مخفی حقیقت کو جانتا ہے جو سینوں میں مستور ہے۔ اگر نگاہ اِدھر رہے تو پھر معاشرے اور نظامِ وقت کی کمین گاہوں میں چھپے دشمنوں پر توجہ کرنے کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ ان کا بس تو اسی وقت چلتا ہے جب ہمارا تعلق اپنے خدا سے کم ہوتا ہے۔

تو دوستو! فی الوقت یہ چند گذارشات پیشِ خدمت ہیں، ان پر غور کیجیے اور اپنے منصوبوں اور نقشوں کو درست کر لیجیے۔ ورنہ غلط کار اور کج کیش خادموں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرسکتا۔ اور وہ جب چاہے اپنے بنائے ہوئے قوانینِ تقدیر و تاریخ کے تحت ادنیٰ ادنیٰ دشمنوں سے انہیں پٹوا دیتا ہے۔ استغفر اللہ لی و لکم اجمعین۔

---

(۲)

ابلیس کی یہ کوشش اوّل روز سے انسانیت کے خلاف رہی ہے کہ وہ مرد و زن کے لباس اتروائے اور اُن کو عریاں کر کے ان میں فحش پسندی پیدا کرے۔ خدا کے مقدس انبیاء الٰہی خدا پرستانہ تہذیب کے داعی رہے ہیں جس نے انسان کو لباسِ تقویٰ اور لباسِ شائستگی سے اپنے بدن ڈھانپنے کا پابند کیا۔ بخلاف اس کے دُنیا میں جو بھی جاہلی یا مشرکانہ یا لادین یا مادہ پرست تہذیب اُبھری اس نے انسانوں کو، اور خاص کر عورتوں کو بے لباسی اور تنگ لباسی کی تعلیم دی تاکہ جنسی ہیجانات زور پکڑیں اور اعلیٰ اخلاقیات جڑیں نہ پکڑ سکیں۔

اس وقت جو لادین، مادہ پرست اور حیوانی تہذیب دُنیا کی بڑی طاقتوں نے انسانیت پر مسلط کر رکھی ہے اور جسے زمین کے چپے چپے تک پھیلانے اور دیہات اور قریوں کے جھونپڑوں میں پہنچانے کے لیے علوم، تعلیم، نصابیات، ادب، صحافت، ثقافتی ادارات، تصاویر اور مصوّر جرائد و رسائل، زیرِ زمین گندے ناولوں اور مکروہ تصاویر کی اشاعت، فلمیں، ریڈیو، ٹیلی ویژن، وی سی آر، موسیقی، آزادیٔ نسواں کی تحریکات، عورتوں اور اُن کی تصاویر کا کاروباری و تشہیری استعمال، مخلوط معاشرتی، ثقافتی اور تفریحی مجالس کا انعقاد، خواتین کی تقریبوں میں مرد عہدہ داروں کا پردھان بن کے بیٹھنا اور اُن میں انعامات تقسیم کرنا، بے پردہ اور اسلام کے اساسی تقاضوں سے بے بہرہ خواتین کا ملک کی عورتوں کی قیادت و نمائندگی کا ادعا کرنا۔ یہ سب ایسے مظاہر ہیں جو گواہی دیتے ہیں کہ کچھ نہ کچھ اسلام دشمن قوتیں اس مہم میں دلچسپی رکھتی ہیں اور وہ پاکستانی معاشرے کے اسلامی رجحانات کو فحاشی کے سیلاب میں بہا لے جانا چاہتی ہیں۔ نیز اس مہم کی روز افزوں تیزی سے یہ شبہ بھی ہوتا ہے کہ خود انتظامی کے اندر ایسے لوگ ہوسکتے ہیں جو اس کا فروغ چاہتے ہوں۔ کم از کم اتنا تو واضح ہے کہ اس سیلاب بلا کی روک تھام کے لیے جو کارروائی حکومت کی طرف سے ہونی چاہیے تھی وہ دس فیصد حد تک بھی نہیں ہو رہی۔

اندریں حالات میاں طفیل محمد (سابق امیر کالعدم جماعت اسلامی پاکستان) کی اس فیصلے

کا خیر مقدم ہر محبِ اسلام پاکستانی کرے گا کہ ماہ جون میں فحاشی کے خلاف سہ روزہ مہم چلائی جائے۔ فحاشی خلافِ اسلام ہے، قوم کے اخلاقی زوال اور نوجوانوں کی قوتوں کی تباہی کا باعث بنتی ہے، اس کا پھیلاؤ خدا کے غضب کو دعوت دیتا ہے، نیز یہ بعین مقصدِ پاکستان کے لیے غارت گر ہے۔

ہر مسلمان کے لیے لازم ہے کہ کم سے کم توجہ دلائے جانے پر وہ انسدادِ فحاشی کو اپنا فریضہ سمجھے اور اس کے سلسلے میں کچھ نہ کچھ پارٹ ادا کرے۔

ضرورت

جنوری ۱۹۸۲ء کا شمارہ ختم ہو گیا ہے۔ دفتر ماہنامہ ترجمان القرآن کو اس کی ضرورت ہے جو احباب اور مخلص فائل نہ رکھتے ہوں اپنا جنوری ۱۹۸۲ء کا شمارہ ڈاک سے ہم کو بھیج دیں۔ اس کی پوری قیمت بذریعہ منی آرڈر ادا کر دی جائے گی۔ مینیجر ترجمان القرآن۔

احتیاط

ترجمان القرآن میں ضرورتِ استدلال کے لیے آیات و احادیث شائع ہوتی رہتی ہیں۔ قارئین سے گزارش ہے کہ جن اوراق پر آیات و احادیث ہوں، اُن کا خاص احترام ملحوظ رکھیں تاکہ بے ادبی نہ ہونے پائے۔ (ادارہ)

ہماری نئی مطبوعات

۱- فقہ الزکاۃ - یوسف القرضاوی - حصہ اوّل دوم مجلد	۵۰/ روپے
۲- فقہ الزکاۃ یوسف القرضاوی حصہ سوم	۳۰/ روپے
۳- سید بادشاہ کا قافلہ - آباد شاہپوری	۴۸/ روپے

البدر پبلی کیشنز - اردو بازار، لاہور